© rasailojaraid.com

کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ رسول اللہ کی نماز پڑھی جا رہی ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ نماز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض سے زائد پڑھا کرتے تھے اور آپ کے اتباع میں ہم بھی پڑھتے ہیں۔

(۵) کسی عمل کو ختم کرنے کے لیے آخر اس کی کوئی صورت ہونی چاہیئے۔ نماز ختم کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ جو قبلہ رو بیٹھ کر عبادت کر رہے تھے، اب دونوں طرف منہ پھیر کر اس عمل کو ختم کر دیں۔ اب منہ پھیرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ آپ چپکے سے منہ پھیر دیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ خدا سے تمام خلق کے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہوئے منہ پھیریں۔ آپ کو ان میں سے کون سی صورت پسند ہے؟

(۶) جن احادیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ابتدائی دَور کی ہیں۔ حضورؐ کا آخری عمل، جبکہ نماز کے احکام بتدریج مکمل ہو چکے تھے، یہی تھا کہ آپ پانچوں وقت وہی رکعتیں پڑھتے تھے جو اب تمام مسلمانوں میں رائج ہیں۔ یہ چیز دوسری متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت عمرؓ کا جو قول آپ نے نقل کیا ہے وہ نوافل سے متعلق ہے۔

فرعونِ موسیٰ ایک تھا یا دو؟

سوال: میں تفسیر قرآن کے سلسلے میں اپنا ایک شبہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ترجمان القرآن، جنوری ۱۹۶۰ء میں سورۂ قصص کی تفسیر کرتے ہوئے جناب نے میرے خیال میں اسلاف مفسرین کے خلاف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بالمقابل ایک کے بجائے دو فرعون قرار دیئے ہیں، حالانکہ قرآن کے متعلقہ مقامات کا مطالعہ کرنے سے فرعون سے مراد ہر جگہ ایک ہی شخصیت معلوم ہوتی ہے۔ جس فرعون کی طرف حضرت موسیٰ نبی بنا کر بھیجے گئے تھے یہ وہی فرعون ہے جو انکارِ دعوت کے بعد غرق ہوا۔ اسی طرح فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کا حضرت موسیٰ کو پرورش کرنا بھی قرآن میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذکور ہے۔ اور پھر انہی خاتون کے اسلام لانے پر ان کا فرعون کے ہاتھوں ستایا جانا بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے فرعون سے نجات پانے کے لیے دعا مانگی تھی۔

میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے کس بنا پر غرق ہونے والے فرعون کو اس فرعون سے جدا سمجھا ہے جس کے گھر میں حضرت موسیٰؑ پالے گئے تھے؟

جواب: "فرعون" مصر کے بادشاہوں کا ایک خاندانی لقب تھا۔ فرعونِ موسیٰ کے بارے میں بنی اسرائیل کی متفقہ روایات یہ ہیں کہ وہ دو تھے۔ جدید تاریخی تحقیقات بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ اور عقل بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے کہ دو ہوں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ پچاس سال کی عمر میں نبی ہو کر فرعون کے دربار میں پہنچے ہیں اور تیس سال کی کشمکش کے بعد آخرکار فرعون غرق ہوا ہے اور بنی اسرائیل ملک سے نکلے ہیں۔ گویا اس وقت حضرت موسیٰ کی عمر ۸۰ برس تھی۔ اب یہ بات کم ہی قرینِ قیاس ہے کہ یہ وہی فرعون ہو جس کے گھر میں حضرت موسیٰ نومولود کی حیثیت سے پہنچے تھے اور جس کی بیوی نے ان کو متبنیٰ بنایا تھا۔ موخر الذکر خیال کی تائید میں جو آیتیں پیش کی جاتی ہیں وہ اس باب میں صریح الدلالۃ نہیں ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک آیت وہ ہے جس میں فرعون کا یہ قول منقول ہوا ہے کہ الم نربك فينا وليدا "کیا ہم نے تجھے بچہ سا اپنے گھر میں نہیں پالا تھا؟" لیکن کیا باپ کے ہاں پرورش پائے ہوئے آدمی سے بیٹا یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ تجھے ہم نے اپنے ہاں پالا ہے؟ اسی طرح سورۂ قصص میں جس امرأۃ فرعون کا ذکر ہے، بعض کے خیال میں وہ لازماً وہی ہونی چاہیے جس کا ذکر سورۂ تحریم میں آیا ہے؟ لیکن ان دونوں کے دو الگ شخصیتیں ہونے میں آخر کیا چیز مانع ہے؟ قرآن مجید میں ایسی کوئی صراحت نہیں ہے کہ فرعون کی جو بیوی حضرت موسیٰ پر ایمان لائیں، وہ وہی تھیں جن کے سامنے حضرت موسیٰ ٹوکری میں تیرتے ہوئے شیر خوار بچے کی حیثیت سے پہنچے تھے اور جنہوں نے ان کو قتل سے بچا کر بیٹا بنا لیا تھا۔

© rasailojaraid.com